Dr. Zakir Husain Library
Jamia Nagar
J.M.I. New Delhi

"بدعت کیا ہے؟ ایک تنقیدی جائزہ"

از محمد سعید الرحمٰن شمس، مدیر ماہنامہ نصرۃ الاسلام، کشمیر۔

تمہید اسلام ایک مکمل ترین مذہب، قرآن مجید ایک کامل دستورالعمل اور ضابطۂ قانون ہے۔ یہ تغیر پذیر دنیا ہزاروں کروٹیں بدلے، انسانی افکار و خیالات، تمدن و معاشرت، اقتصادیات و معاشیات، عمرانیات و اخلاقیات کی قدریں یکسر بدل جائیں، فکر و ذہن کے پیمانوں میں تبدیلی رونما ہوں، دنیا علم و آگہی اور تحقیق و ریسرچ کی آخری منزلوں کو پار کرلے، لیکن قرآن حکیم کی لازوال تعلیمات، جامع و ہمہ گیر اصول اور مسلّمہ نظریات، انسانی زندگی کے مختلف حوائج و دینی ضروریات کا بہترین اور فطری حل پیش کرتے رہیں گے، یہ کوئی خوش دلی کی اور وقتی بات نہیں بلکہ حقائق سے لبریز اور تسلیم شدہ بات ہے جسے آج بھی پوری دنیائے انسانیت خواہی نخواہی ماننے پر مجبور ہے اور اسلام کا نام لیے بغیر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہے، بے شبہ یہ چیز خوش آئند بھی ہے اور امید افزا بھی!

اسلام کی عظیم الشان دولت، قرآنِ مقدس جیسا علمی، فکری، مذہبی دینی اور معلوماتی خزینہ جس ذات ستودہ صفات کی بدولت ہمیں نصیب ہوا وہ سالارِ کائنات، سائرِ ہفت سماوات، سردارِ رسل، مہبطِ وحی، حاملِ قرآن، محمد عربی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ جامع العلوم و الکمالات ہیں، نبوت و رسالت کے جتنے فضائل، مناقب، مراتب اور محاسن و خوبیاں ہیں وہ سب آپ کی ذاتِ گرامی میں بدرجۂ اتم جمع کردی گئی ہیں۔ کوئی بھی کمال و جمال [illegible]

... انبیاء کا سلسلہ بھی ہوا اختتام آپ کی مقدس ذات پر اختتام پذیر ہے، اسی لیے آپ
خاتم النبیین ہیں، ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں کہ نبوت دنیا سے اٹھ گئی بلکہ ختم نبوت کے
معنی تکمیل نبوت کے ہیں، چنانچہ مسلمانانِ عالم کا یہ متفقہ عقیدہ اور مسلک نصوص و آیات کی
روشنی میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں، آپ کے سر مبارک پر رسالت
و نبوت کا آخری تاج رکھ کر یہ دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے، نبوت کی تکمیل و تتمیم کر دی گئی ہے

قرآن ارشاد فرماتا ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ"
(الاحزاب)

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔
(ترجمہ شیخ الہند)

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری فرستادۂ خداوندی ہیں اس لیے لازمی اور قدرتی طور پر آپ نے قیامت تک کے لیے نسل انسانی کی خاطر ایسا دستورِ حیات پیش کر کے اسوہ اور نمونہ چھوڑا جس میں انسانی اور تمدنی زندگی کے علاوہ دینی و اخروی مسائل کا تسلی بخش حل اور جواب موجود ہے، چنانچہ دین الٰہی اپنی آخری شکل میں آپ پر مکمل ہوا، پیغام خداوندی کی دل نواز اور روح پرور صدا دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئی۔

"اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"
(المائدہ)

آج میں پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔ (ترجمہ شیخ الہند)

آیت بالا کے فوائد کے ذیل میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن قدس سرہٗ رقمطراز ہیں: یعنی اس کے اخبار و قصص میں پوری سچائی، بیان میں پوری تاثیر، اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے، جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں ان کی تکمیل و تتمیم اس دین قیم سے کر دی گئی، قرآن و سنت نے "حلت ... و حرمت ... وغیرہ" کے متعلق تنصیصاً یا تعلیلاً

جو احکام دیے ان کا اظہار اور ایضاح تو ہمیشہ ہوتا رہے گا لیکن اضافہ یا ترمیم کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔

سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبی تم کو مرحمت فرمایا مزید برآں اطاعت واستقامت کی توفیق بخشی، روحانی اقدار اور دینی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لیے بچھا دیا، حفاظتِ قرآن، غلبۂ اسلام اور اصلاحِ عالم کے سامان مہیا فرما دیے۔

اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد اب اور کسی دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے "اسلام" جو تفویض وتسلیم کا مرادف ہے، اس کے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں، بہرحال اس آیت " الیوم اکملت لکم دینکم " الخ کا نازل فرمانا بھی منجملہ نعمائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے۔ اسی لیے بعض یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیر المومنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے، حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ جس روز یہ ہم پر نازل کی گئی مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں، یہ آیت ۱۰ھ میں " حجۃ الوداع " کے موقع پر "عرفہ" کے روز "جمعہ" کے دن " عصر " کے وقت نازل ہوئی جبکہ میدانِ عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد انبیاء[؟] و ابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا اس کے بعد صرف اکیاسی روز حضورؐ اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیئیس سالہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی مرضیات و نامرضیات کی پوری تفصیل اپنے قول و عمل، گفتار و کردار اور نشست و برخاست کے ذریعے خوب خوب واضح فرما دیا ہے، احکامِ خداوندی کو من و عن، جوں کا توں، بغیر کسی تغیر و تبدل، لیت و لعل اور لومۃ لائم کے اہل دنیا تک پہنچا دیا ہے، صراطِ مستقیم اور سواء السبیل کی واضح اور دوٹوک الفاظ میں نشاندہی فرما دی ہے، حق و باطل کے مابین صاف صاف خطِ امتیاز کھینچ دیا ہے، توحید و شرک اور سنت و بدعت کی تفریق کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا ہے، بے شبہ آپؐ نے نبوت کے سارے

---

[1] بحوالہ تفسیر و ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا ص ۱۴۸ " مدینہ پریس، بجنور "

و فعلی نمونے اور آپ کے وہ اعمال و افعال انجام دیے جو آپ کا فرض منصبی تھا، دین کی تفہیم و تشریح کے ذیل میں قرآن مجید کے علاوہ احادیث مبارکہ کا وہ عظیم الشان اور عدیم المثال ذخیرہ چھوڑا کہ جس کی نظیر و مثال اقوام و ملل کی تاریخ میں ہرگز نہیں مل سکتی۔ الحمد للہ وہ علمی، عملی، قولی و فعلی ذخیرہ ہمارے سامنے واضح انداز میں موجود ہے اور دنیا اپنے ظرف و بساط کے مطابق استفادہ کر رہی ہے۔

اسلام کی بنیاد | اسلام کی بنیاد اور اساس، جس فکری نقطہ اور فلسفہ پر ہے بلاشبہ وہ توحید خالص اور وحدانیت خداوندی کا دل سے اعتراف اور زبان سے اقرار کر کے عملی زندگی میں اسے نافذ کرنا ہے۔

عبودیت کی بنیاد عقائد اور ایمان کی تصحیح پر ہے، جس کے عقائد میں خلل اور ایمان میں بگاڑ ہو، اس کی نہ کوئی عبادت مقبول، نہ اس کا کوئی عمل صحیح مانا جائے گا اور جس کا عقیدہ درست اور ایمان صحیح ہو اس کا تھوڑا عمل بہت ہے اس لیے ہر شخص کو اس کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا ایمان و عقیدہ صحیح ہو اور صحیح ایمان و عقیدہ کے حصول اور اس پر اطمینان اس کا مقصود عمل اور منتہائے آرزو ہو، اس کو ناگزیر اور بے بدل سمجھے اور اس میں ایک لمحہ بھی تاخیر سے کام نہ لے[1]

نبوت کا بنیادی مقصد | جس شخص کو قرآن سے کچھ بھی تعلق ہے (جو پچھلی تمام کتابوں کی تعلیمات کا جامع ہے) اس کو یقینی اور بدیہی طور پر یہ بات معلوم ہوگی کہ شرک و بت پرستی کے خلاف صف آرائی اس سے جنگ کرنا، اس کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنا اور لوگوں کو اس کے چنگل سے ہمیشہ کے لیے نجات دلانا نبوت کا بنیادی مقصد تھا۔ انبیاء کی بعثت کی اصل غرض، ان کی دعوت کی اساس، ان کے اعمال کا منتہا اور ان کی جد و جہد کی غایت اصل یہی تھی، یہی ان کی دعوتی سرگرمیوں کا محور و مرکزی نقطہ تھا۔ قرآن کبھی تو ان کے بارے میں اجمالاً کہتا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا — اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں

---

[1] بحوالہ دستور حیات ص ۷۰ (مولانا علی میاں ندوی)

[illegible]

بہرحال عقیدۂ توحید ہی بنیادی اور کلیدی عقیدہ ہے، خدانخواستہ اگر عقیدۂ توحید میں کسی قسم کا ریب، وشک اور Defect پیدا ہو جائے تو زبانی ایمان کا دعویٰ ہی سرے سے بے بنیاد اور غلط ہو جاتا ہے۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

بدعت کیا ہے؟ توحید کی ضد اگرچہ شرک ہے، لیکن انسانی عقل اور فہم، علم و دانش کی اتنی رسائی نہیں کہ وہ نبی صادق کی توضیح و تنبیہ کے بغیر پوری طرح یہ سمجھ سکے کہ کون سے امور ہیں جو شرک کے تحت آتے ہیں اور کون سے معتقدات باوجود مشرکانہ نظر نہ آنے کے فی الحقیقت مشرکانہ ہوتے ہیں مثلاً "ریا" ہی کو دیکھ لیجیے اپنی ظاہری شکل میں زیادہ سے زیادہ ایک ناقص اور عیب دار فعل نظر آتا ہے جس کا مرتکب اکثر حالات میں انکار توحید کا وہم بھی نہیں کر سکتا اور یہ تصور تک نہیں کر سکتا کہ وہ شرک کی غلاظت سے آلودہ ہو رہا ہے لیکن زبان رسالت نے اسے متعدد بار مختلف پیرائے میں شرک سے تعبیر فرمایا ہے۔

ٹھیک یہی حال "بدعت" کا بھی ہے۔

بدعت اس کی مضرتیں اور کامل و مکمل اور لازوال شریعت کے ساتھ اس کا تضاد۔ کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ و رسول نے دین میں شامل نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں دیا، دین میں شامل کرنا

لہ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "دستورِ حیات" ص ۸۱ و ۸۲، مؤلفہ مولانا علی میاں ندوی مدظلہ

[illegible] اور قرب [illegible] انسان کے [illegible] شناخت

[illegible] کا حکم [illegible] کی جاتی ہے بدعت ہے جو

[illegible] شریعت انسان کی تکمیل [illegible] ریاست [illegible] ہے

[illegible] واجبات [illegible] مستحبات، جو بعض اوقات فرض

[illegible] اور بعض اوقات فساد اور معصیت میں اس سے بڑھ جاتی ہیں۔ بدعت کی حقیقت

[illegible] کرتی ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی، جس کا تعین ہونا تھا اس کا تعین ہو گیا اور جس کو فرض و

واجب بننا تھا وہ فرض و واجب بن چکا، دین کی تکمیل بند کر دی گئی اب جو نیا مسئلہ اس کی طرف منسوب کیا جائے گا وہ جعلی ہوگا۔

امام مالک نے خوب فرمایا:

"من ابتدع فی الاسلام بدعۃ یراھا حسنۃ فقد زعم ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم خان الرسالۃ فان اللہ سبحانہ یقول ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ فما لم یکن یومئذ دیناً، فلا یکون الیوم دیناً۔[1]

جس نے اسلام میں کوئی بدعت پیدا کر دی اور اس کو وہ اچھا سمجھتا ہے وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) پیغام پہنچانے میں خیانت کی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کہ میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا" پس جو بات عہدِ رسالت میں دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی۔

شریعت منزل من اللہ کی خصوصیت، اس کی سہولت اور اس کا ہر ایک کے لیے ہر زمانہ میں قابل عمل ہونا ہے اس لیے کہ جو دین کا شارع ہے وہ انسان کا خالق بھی ہے وہ انسان کی ضروریات، اس کی فطرت اور اس کی طاقت و کمزوری سے واقف ہے۔

[1] روایت ابن الماجشون عن الامام مالکؒ۔

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (سورۃ الملک)
(اور بھلا) کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا (حالانکہ) وہ باریک بین (اور) پورا باخبر ہے۔

اس لیے تشریع الٰہی اور شریعت سماوی میں ان سب چیزوں کی رعایت ہے مگر جب انسان خود شارع بن جائے گا تو اس کا لحاظ نہیں رکھ سکتا، بدعات کی آمیزشوں اور وقتاً فوقتاً اضافوں کے بعد دین اس قدر دشوار، پیچ دار اور طویل ہو جاتا ہے کہ لوگ مجبور ہو کر ایسے مذہب کا قلادہ اپنی گردن سے اتار دیتے ہیں اور "مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" (خدا نے تمہارے لیے دین میں تنگی نہیں رکھی) کی نعمت سلب کر لی جاتی ہے، اس کا نمونہ عبادات و رسوم اور فرائض و واجبات کی اس طویل فہرست میں دیکھا جا سکتا ہے جس میں بدعت کو آزادی کے ساتھ اپنا عمل کرنے کا موقع ملا ہے۔

دین و شریعت کی ایک خصوصیت اس کی عالمگیر یکسانی ہے وہ ہر زمانہ اور ہر دور میں ایک ہی رہتا ہے دنیا کے کسی حصہ کا کوئی مسلمان باشندہ دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں چلا جائے تو اس کو دین و شریعت پر عمل کرنے میں نہ کوئی دقت پیش آئے گی نہ کسی مقامی ہدایت نامہ اور رہبر کی ضرورت ہوگی اس کے برخلاف بدعات میں یکسانی اور وحدت نہیں پائی جاتی، وہ ہر جگہ کے مقامی سانچہ اور ملکی یا شہری ٹکسال سے ڈھل کر نکلتی ہیں، وہ تاریخی یا مقامی اسباب اور شخصی و انفرادی مصالح و اغراض کا نتیجہ ہوتی ہیں اس لیے ہر ملک بلکہ اس سے آگے بڑھ کر بعض اوقات ایک ایک صوبہ اور ایک ایک شہر اور گھر گھر کا دین مختلف ہو سکتا ہے۔[1]

بدعت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ایک حال پہ کبھی قائم ہی نہیں رہ سکتی، اس میں اضافے ہی ہوتے چلے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ "بدعت" کوئی ہلکی یا معمولی برائی نہیں ہے جسے نظر انداز کر دیا جائے، یہ تو اپنی فطرت، ساخت اور مزاج کے لحاظ سے سراسر "ضلالت" اور "گمراہی" ہی ہے۔

مملکت عالم کے لیے جس "دستور حیات" کی ضرورت تھی اسے بہ تمام و بہ کمال نہایت خوبی

[1] بحوالہ "دستور حیات" ص ۸۴ تا ۸۹

اسلام کی تکمیل فرما دی اور اس کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی کہ اب قیامت تک اس میں اضافہ یا اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی کی جائے۔

انہی "دائمی ابدی" اور "لازوال مصالح و حکم" کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار صریح الفاظ میں امت کو "بدعت" سے بچنے کی تاکید بلیغ فرمائی۔

"من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد۔" (متفق علیہ)	جس شخص نے ہمارے اس امر میں اور ایک روایت میں ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں داخل نہیں تھی تو وہ بات مسترد اور ناقابل قبول ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

"ایاکم والبدعة فان کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار" (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)	بدعت سے ہمیشہ بچو، اس لیے کہ بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہوگی!

ایک اور جگہ حکیمانہ پیش گوئی فرمائی کہ جب کسی جگہ کوئی بدعت اختیار کی جاتی ہے تو وہاں سے اس کے عوض ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔

الفاظ یہ ہیں:

"ما احدث قوم بدعة الا رفع بها مثلها من السنة" (مسند امام احمد)	جب کچھ لوگ دین میں کوئی نئی بات پیدا کرتے ہیں تو اس کے بقدر کوئی سنت ضرور اٹھ جاتی ہے۔

گویا دوہری محرومی اور خسران، ایک تو بدعت کا گناہ دوسرے سنت کی برکت سے محرومی!

ایک اور موقعے سے فرمایا گیا کہ دین میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے تہائی غضب کا مستحق ہوگا۔

ان سارے نصوص وارشادات کی روشنی میں کس کو جرأت اور ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ "دیانات و رلیت" کے معاملات میں خود ساختہ "بدعات و خرافات" کو داخل کرے سوائے اس کے جو

...لیتی ہے

...بیٹھا آپ کو جواب دیتا ہے آزادانہ طور پر محدود قوانین سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھ...

...بدعت کا شرعی مفہوم لغوی اعتبار سے "بدعت" ہر اس کام کو کہا جائے گا جو نیا کیا گیا ہو، اس سے پہلے اس پر عمل نہ ہوا ہو لیکن شریعت میں یہ لغوی مفہوم مراد نہیں بلکہ صرف ان نئے کاموں میں جنھیں دین کا جز اور حصہ بنایا جا رہا ہو[1] قرآن مجید کی آیت کریمہ:

یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ○ (البقرہ)

اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

Jamia Nagar

آیت بالا کے فوائد کے ذیل میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ خامہ فرسا ہیں کہ "اسلام کو پورا پورا قبول کرو، یعنی ظاہری و باطنی اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو، یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی کلمہ تسلیم کر لو یا کوئی عمل کرنے لگو، سو اس سے "بدعت" کا قلع قمع مقصود ہے کیوں کہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شامل کر لیا جائے مثلاً نماز اور روزہ جو کہ افضل عبادات ہیں اگر بدون حکم شریعت کوئی اپنی طرف سے مقرر کرنے لگے جیسے عید کے دن عیدگاہ میں نوافل پڑھنا یا ہزارہ روزہ رکھنا یہ بدعت ہوگا۔

خلاصہ ان آیات کا یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو چند حضرات یہود میں سے مشرف بہ اسلام ہوئے مگر احکام اسلام کے ساتھ احکام تورات کی بھی رعایت کرنی چاہتے تھے مثلاً ہفتہ کے دن کو معظم سمجھنا اور اونٹ کے گوشت اور دودھ کو حرام ماننا اور تورات کی تلاوت کرنا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس سے بدعت کا انسداد کامل فرمایا گیا شیطان اپنے وسوسے سے بے اصل چیز دل کو تمہارے دل نشین کر دیتا ہے اور دین میں بدعات

---

[1] بدعت کیا ہے ؟ ص ۲۶۰۔

...کہ اگر تمہارے دین کو خراب کرتا ہے اور تم اس کو پسند کرتے ہو۔[1]

بدعت کے عظیم نقصانات | اسلامی تاریخ کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ مسلمانوں اور اسلام کو اگرچہ غیر مسلم اقوام و ملل سے بارہا شدید نقصانات پہنچے اور عصر حاضر میں بھی طرح طرح کی سازشوں، صیہونیت، سامراجیت اور باطل قوتوں کے ہاتھوں نقصانات پہنچائے جا رہے ہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ سب کچھ خارجی حملے ہیں جن کا دفاع کرنا اور احقاق حق کرنا چنداں دشوار نہیں لیکن دور حاضر میں جن عظیم نقصانات اور خسارہ کا .... نام نہاد مسلمان بلفظ دیگر "آستین کے سانپوں" کی وجہ سے پہنچا ہے وہ یہی بدعت پسند طبقہ اور بدعت ہے جس نے توحید خالص میں شرکیات کی آمیزش اور سنت نبوی میں بدعات و خرافات کی تشہیر و شیوع اور منظم انداز میں پھیلاؤ ہے۔

یہ نام نہاد فرقہ اس دور میں جس اسلام کا اپنے قول و عمل سے مظاہرہ کر رہا ہے بے شبہ وہ حقیقی اسلام (وہ اسلام جو حضور ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی نے پیش فرمایا تھا) سے کوسوں دور ہے۔ انھوں نے دین میں اپنے طور پر (اور زیادہ صحیح الفاظ میں اپنے نان و نوش، تن و توش، مرغ و ماہی اور حلوے مانڈے کی خاطر) نئی نئی چیزیں معتقدات اور اعمال میں شامل کر کے دین کو چوں چوں کا مربہ بنا رکھا ہے۔ جن چیزوں کا شریعت مطہرہ میں وجود تو دور کی بات ایک واقعی اور مخلص موحد مسلمان کے لیے تصور بھی زیب نہیں دیتا اور نوبت باین جا رسید کہ امت کے ناخواندہ اور عام افراد کو اصل و نقل اور سنت و بدعت کے درمیان تمیز کرنی بھی مشکل ہو رہی ہے حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک و کفر کے بعد جس چیز کو پوری شدت اور نبوی جاہ و جلال کے ساتھ رد کیا تھا وہ دین میں "بدعت" کے ایجاد اور اختراع کا مسئلہ ہے۔ بطور نمونہ اور مدعا کے اثبات کی خاطر صرف دو مستند اور معتبر حدیثیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں جن سے اہل نظر اور متلاشیان حق مسئلہ کی نوعیت اور نزاکت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں:-

---

[1] ... الہ ترجمہ شیخ الہند اسیر مالٹا ص ۴۰ مدینہ پریس بجنور۔

محسن اسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فکر انگیز اور بصیرت افروز [illegible] فرمایا کرتے تھے:-

"ان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الہدی ھدی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وشر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار" (مسلم شریف)	بلاشبہ بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے بہترین طریقہ و طرز عمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل اور طریقہ ہے اور بدترین چیز نئی ایجادات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

حدیث نبوی کی شرح کرتے ہوئے برصغیر کے مشہور نقاد اور اہل قلم جناب ماہر القادری مرحوم نے اپنے فاضلانہ مقالہ "نقش اول" میں لکھا ہے:

"اس حدیث میں ہر بدعت کو گمراہی کہا گیا ہے، اس میں بدعت کی قسمیں نہیں کی گئی ہیں کہ یہ تو بدعت سیئہ ہے اور یہ بدعت حسنہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کل بدعۃ "فرما کر ہر" بدعت "کے" ضلالت "ہونے کی تصدیق فرما دی ہے۔"

ایک دوسرے ارشاد گرامی جس میں سنت پر مداومت اور استقامت کے ساتھ بدعت سے اجتناب کلی اور مکمل پرہیز کی تاکید کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو:

"علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ (بحوالہ ترمذی شریف)	لازم پکڑو میرے طریقے کو اور خلفائے راشدین کے طریقوں کو جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اس پر بھروسہ کرو اور اس کو دانتوں سے پکڑو اور خبردار دین میں نئی نئی باتوں سے بچو ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے

صحابہ کرام رض کا مزاج اور بدعت سے تنفر و بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے زیر اثر میں جو قدسی الاصل جماعت منصۂ شہود پر آئی، توحید، رسالت اور عقیدۂ آخرت کے [illegible]

وہ شاہس اور مرد ان، رضوان خداوندی کے حامل، دین متین کے صحیح ترجمان، اور صالح گروہ کا وہ مبارک گروہ جنھیں "اصحاب النبی" کے لقب سے دنیا جانتی اور پہچانتی ہے، آئیے ہم "بدعت" کے معاملہ میں ان حضرات کے موقف اور مسلک پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تاکہ ہم پر خود یہ فیصلہ کیا جائے کہ بدعات وخرافات سے ان حضرات کو کس قدر نفرت، بغض اور کدورت ہے۔

"ایک شخص نے اپنے کسی عزیز بچے کے ختنہ پر کچھ لوگوں کو بلالیا۔ اس پر صحابہ کرام نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں "ختنہ" کے لیے نہ کوئی اعلان ہوتا تھا اور نہ لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا تھا"[1]

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اگرچہ بدعات بہت کم پیدا ہوئیں تاہم جب کبھی کسی بدعت کا ظہور ہوا تو انھوں نے اس کو مٹا دیا۔ ایک دفعہ حج کے موقعہ پر قبیلہ احمس کی ایک عورت کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ کسی سے گفتگو نہیں کرتی انھوں نے اس کی وجہ پوچھی، لوگوں نے کہا اُس نے خاموش حج کا ارادہ کیا ہے یہ سن کر اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا یہ جاہلیت کا طریقہ ہے اسلام میں جائز نہیں تم اس سے باز آجاؤ اور بات چیت کرو، اس نے کہا آپ کون ہیں؟ بولے ابوبکر رضی[2]۔

یقیناً دینی معاملات میں ہر اس "بدعت" "احداث" اور "جدت" کو ٹھکرا دیا جائے گا جس کے لیے قرآن وسنت میں دلیل نہ ملتی ہو اور بقول شخصے کہ۔

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

حجراسود جس کی پاکی اور تقدس ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے ظہور اسلام سے پیشتر ایام جاہلیت میں بھی جس کے تقدس اور احترام میں فرق نہیں آیا جسے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] ملاحظہ ہو بدعت کی پہچان۔ ص

[2] بحوالہ سیرت خلفاء راشدین ج ۱ ص ۶۲

لبہائے مبارک سے بارہا بوسہ دیا ہے اور چوما ہے اور کروڑوں صالحین اولیاء اور امت نے اس کو چھوا اور بوسہ دیا ہے ایک موقعہ پر اسے مخاطب کر کے خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رئیت عمر رضیؓ یقبل الحجر ویقول لاعلم انک حجر ما تنفع ولا تضر ولولا انی رئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک۔" (بحوالہ بخاری شریف)

(عابس ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو حجر اسود چومتے دیکھا کہ وہ کہتے جاتے کہ میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو تجھے میں ہرگز بوسہ نہ دیتا۔

اسلام میں شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو بوسہ دیا ہے۔ حضرت عمرؓ کو اپنے زمانہ خلافت میں جب اس کا موقع پیش آیا تو اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ پتھر کو بوسہ دینے سے کبھی مسلمانوں کو یہ دھوکہ ہو کہ اس میں بھی الٰہی شان ہے لہٰذا بوسہ دے کر کھڑے ہو کر مذکورہ بالا فقرہ فرمایا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس درخت کے نیچے (صلح حدیبیہ کے موقع سے) تقریباً چودہ سو جاں نثار صحابہ کرامؓ سے بیعت لی تھی اور جس کا ذکر خود قرآن کریم میں آیا ہے:

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ"

یہ درخت برکت کا کتنا بڑا اثر اور نشان ہو سکتا تھا مگر سیدنا عمر فاروق نے یہ دیکھ کر کہ لوگ اس درخت کے پاس کثرت سے آنے جانے لگے تھے اور خطرہ ہو گیا تھا کہ عقیدت کا غلو کہیں لوگوں کو کسی بے اعتدالی میں مبتلا نہ کر دے اور آنے والی نسلیں اس درخت کو نشان عظیم نہ بنا لیں حضرت عمرؓ نے اس درخت کو جڑ سے کٹوا دیا۔[2]

---

[1] ملاحظہ ہو سیرت خلفائے راشدین جلد اول صفحہ ۱۲۵۔

[2] بحوالہ بدعت کیا ہے؟ صفحہ ۳

بدعت شریعت کی نظر میں مردود اور ناقابل اجر و ثواب ہونے پر جملہ دلائل و شواہد ایک طرف ہیں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ چند تاریخی جملے ایک طرف، غور کیا جائے کس قدر صفائی، قطعیت اور سلیقہ سے حضرت نے اپنا نقطۂ نظر واضح فرمایا ہے:

ان رجلاً یوم العید اراد ان یصلی قبل صلوٰۃ العید فنہاہ علیؓ فقال الرجل یا امیر المومنین انی اعلم ان اللہ لا یعذب علی الصلوٰۃ، فقال علی وانی اعلم ان اللہ لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او یحث علیہ فتکون صلوٰتک عبثاً و عبث حراماً۔

ایک شخص نے عید کے دن ارادہ کیا کہ نماز عید سے پہلے کچھ نماز پڑھے اسے حضرت علیؓ نے روکا، اس نے کہا یا امیر المومنین! میں جانتا ہوں کہ اللہ نماز پڑھنے سے عذاب نہیں دے گا۔ حضرت علی نے فرمایا اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے فعل پر جسے نہ تو رسول اللہ نے خود کیا ہو نہ اس کا ایما فرمایا ہو، ثواب نہیں دیتا بس تیری نماز فعل عبث ہو گی اور فعل عبث حرام ہے!!

(بحوالہ مجمع البحرین)

اس میں شک نہیں کہ نماز نفل پڑھنا ایک ثواب کا کام ہے مگر چونکہ نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نہیں تھا اور نہ کبھی آپ نے اس کا امر فرمایا اس لیے یہ فعل عبث اور خود ساختہ عمل (بدعت) ٹھہرایا جائے گا۔

وارثین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حاملین شریعت کا بدعتوں اور نت نئے رسم و رواج کے خلاف جہاد۔	ہندوستان کے نامور مفکر اور اہل قلم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الندوی مدظلہٗ اپنی

تازہ تصنیف "دستور حیات" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"صحابۂ کرامؓ اور ان کے بعد ائمہ و فقہائے اسلام اپنے اپنے وقت کے مجددین و مصلحین اور علمائے ربانیین نے ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کی بدعات کی سختی سے مخالفت کی اور اسلام کے معاشرہ اور دینی حلقوں میں ان بدعات کو مقبول و رواج پذیر ہونے سے روکنے کی جان توڑ کوشش کی

ان بدعات کے عوام اور غرض مقیدہ لوگوں کے لئے جو حیثیت تھی کہ نفس پرست علماء سوء اور بے شمار دنیادار مذہبی گروہوں اور افراد کے جو ذاتی مفادات وابستہ تھے ان کی تصویر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس معجزانہ آیت میں کھینچی ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط (سورۃ التوبہ)

اے ایمان والو! اکثر احبار و رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں۔!

÷ ÷ ÷

اس کی بنا پر ان کو سخت مخالفتوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انھوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور اس کو اپنے وقت کا جہاد، اور شریعت کی حفاظت کا اور دین کو تحریف سے بچانے کا مقدس نام سمجھا۔ ان مخالفین بدعت اور حاملین لوائے سنت کو اپنے زمانہ کے عوام یا خواص کالعوام سے "جامد" "روایت پرست" "مذہب دشمن"[1] وغیرہ خطابات ملے لیکن انھوں نے کوئی پرواہ نہیں کی، ان کی اس لسانی اور قلمی جہاد، احقاق حق اور ابطال باطل سے بہت سی بدعات کا اس طرح خاتمہ ہوا کہ ان کا معاشرہ و تمدن کی بعض تاریخوں میں ذکر رہ گیا ہے اور جو باقی ہیں ان کے خلاف علمائے حقانی اب بھی صف آرا ہیں۔[2]

"مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ز صلے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا" (سورۃ الاحزاب)

ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں اور انھوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا۔

---

[1] اور کہیں کہیں "وہابی" کا خطاب ملا۔ (مؤلف)

[2] بحوالہ دستور حیات ص ۸۷ و ۸۸۔

شرک و بدعت اور مبالغہ آمیز عقیدت و غلو کے رد میں اللہ تو حید خالص اور سنت نبویؐ کی صحیح محبت صحابۂ کرامؓ کی نہایاں فرق کیا ہے جو ہر دور کے صالحین اور علمائے حق کے قول و عمل میں کارفرما رہا ہے۔ متقدمین میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن قیم الجوزیؒ، حجۃ الاسلام امام غزالیؒ، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ، رئیس المفسرین امام رازیؒ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ سرہندیؒ وغیرہ اسی طرح متاخرین میں خانوادۂ حضرت شاہ ولی اللہؒ امام الدہلویؒ مولانا سید احمد شہید رائے بریلویؒ، مولانا اسماعیل شہیدؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم النانوتویؒ، حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کثر اللہ امثالہم، اور عصر حاضر میں مسلک اہل سنت والجماعت کے ترجمان علمائے دیوبند اور ان کے ہم خیال و متفق المشرب علماء، اور صاحب عزیمت اسلامی مفکرین کے افکار و خیالات معتقدات و نظریات اور رد شرک و بدعت میں "مزاج صحابہ و سلف" ہی کارفرما ہے۔

بدعات و محدثات حضرات صوفیا کی نظر میں حقیقی صوفیائے کرام بدعات و محدثات کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کا طرز عمل کیا رہا ہے، ذیل میں اکابر صوفیاء کی آراء مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظمؒ کی مرتبہ کتاب "مراۃ الادراق" سے اخذ کرکے پیش کیا جا رہا ہے۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

"بدعات اور محدثات کے ایجاد کرنے والے اور ان پر عمل کرنے والے عموماً حضرات صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت کی پناہ لیتے ہیں اور انہی کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہاں تک کہ بہت سے عوام اس خیال میں ہیں کہ طریقت و شریعت دو متضاد چیزیں ہیں، بہت سے احکام جو شریعت میں ناجائز ہیں اہل طریقت ان کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ ایک خطرناک غلطی ہے کہ اس میں مبتلا ہونے کے بعد دین و ایمان کی خیر نہیں، کیونکہ انسان کو تمام گمراہیوں سے بچانے والی صرف شریعت ہے جب اس کی مخالفت کو جائز سمجھ لیا گیا تو پھر ہر گمراہی کا شکار ہو جانا سہل ہے اسی لیے مناسب معلوم ہوا کہ حضرات صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت کے ارشادات، بدعات

کی مذمت" اور اتباع سنت کی تاکید میں بقدر کفایت جمع کیے جائیں تاکہ [illegible]
بچ جائیں کہ مشائخ طریقت بدعات کو مذموم نہیں سمجھتے یا اتباع سنت میں [illegible]
میں علامہ شاطبیؒ نے اپنی کتاب "الاعتصام صفحہ ۱ جلد نمبر ۱" میں ایک مستقل فصل قائم کی ہے
جس میں صوفیائے متقدمین کے ارشادات دربارۂ مذمت بدعات جمع کیے ہیں۔ [illegible]
ترجمہ کر دینا کافی ہے، وھی ھذا:

امام طریقت حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ "جو شخص کسی بدعتی کے پاس بیٹھتا ہے
کو حکمت نصیب نہیں ہوتی"۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے دعا قبول فرمانے
کا قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے، فرمایا "اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" مگر ہم بعض کاموں
کے لیے زمانہ دراز سے دعا کر رہے ہیں قبول نہیں ہوتی اس کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا
تمہارے قلوب مر چکے ہیں اور مردہ دل کی دعا قبول نہیں ہوتی اور موت قلب کے دس سبب ہیں
اول یہ کہ تم نے حق تعالیٰ کو پہچانا مگر اس کا حق ادا نہیں کیا دوسرے تم نے کتاب اللہ پڑھی
مگر اس پر عمل نہیں کیا، تیسرے تم نے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تو کیا مگر آپ کی
سنت کو چھوڑ بیٹھے (اور بدعت اختیار کر لی) چوتھے شیطان کی دشمنی کا دعویٰ کیا مگر اعمال میں
اس کی موافقت کی، پانچویں تم کہتے ہو کہ ہم جنت کے طالب ہیں مگر اس کے لیے عمل نہیں کرتے اسی
طرح پانچ چیزیں اور شمار کرائیں،

غرض اس حکایت کی نقل سے یہ ہے کہ ابراہیم بن ادہم نے ترکِ سنت کو موت قلب کا
سبب قرار دیا۔

حضرت ابوبکر دقاق قدس سرہٗ جو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے معاصر ہیں فرماتے
ہیں کہ ایک مرتبہ میں اس میدان میں سے گذر رہا تھا، جہاں چالیس سال تک بنی اسرائیل

ے لیکن خاکسار یہاں موضوع سے متعلق ہی آراء تحریر کر رہا ہے۔ ۱۲

...ں ہے اور میں نے دیکھے تھے جس کو دادی "حیرہ" کہا جاتا ہے اس وقت میرے دل میں
...ہ جو علم حقیقت، علم شریعت سے مخالف ہے، اچانک یہ غیبی آواز آئی "کل
حقیقۃ تنتج با لشریعۃ فھو کفر" یعنی جس حقیقت کی موافقت شریعت نہ کرے
...ہے۔
...مطلب یہ ہے کہ چونکہ "بدعت" شریعت اور سنت کی ضد ہے اس لیے اس پر جتنا نکیر
...ے کم ہے۔
حضرت ابو علی جوزجانیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ اتباع سنت کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا
...دعات" سے اجتناب اور ان عقائد و احکام کا اتباع جس پر علمائے اسلام کے صدر
... اجماع ہے اور ان کی اقتدار کو لازم سمجھنا!
حضرت ابو بکر ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ "کمال ہمت" اس کے تمام اوصاف کے ساتھ سوائے
...ت کے کسی کو حاصل نہیں ہوئی اور یہ درجہ ان کو محض اتباع سنت اور ترک "بدعت"
...ہ سے حاصل ہوا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے زیادہ صاحب ہمت اور
...سے زیادہ واصل الی اللہ تھے۔!
حضرت ابراہیم بن شیبانؒ حضرت ابو عبداللہ مغربیؒ اور حضرت ابراہیم خواصؒ کے معاصر
...اب میں سے ہیں، "بدعات" سے سخت متنفر اور مبتدعین پر سخت رد کرنے والے، کتاب
...ت پر مضبوطی سے قائم اور مشائخ ائمہ متقدمین کے طرز کا التزام کرنے والے تھے یہاں تک
...للہ بن منازلؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ "ابراہیم بن شیبانؒ تمام فقراء اور اہل آداب
...ملات پر خدا کی طرف سے ایک حجت ہیں۔
حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال مجاہدات کیے لیکن مجھے کوئی مجاہدہ
...اور اتباع علم سے زیادہ شدید نہیں معلوم ہوا اور علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں مصیبت میں

...یہ ایک صوفی اصطلاح ہے۔۱۲

بڑھ جاتا، بلاشبہ علماء کا اختلاف رحمت ہے، مگر وہ اختلاف جو محض توجیہ کی حد تک نہیں) اور اتباع صرف "اتباع سنت" کا نام ہے (کیونکہ علم سنت کے علاوہ دوسرا علم کہلانے کی مستحق نہیں)

ایک مرتبہ ایک بزرگ ان کے وطن میں تشریف لائے شہر میں ان کی ولایت اور بزرگی کا چرچا ہوا، حضرت ابویزیدؒ نے بھی زیارت کا قصد کیا اور اپنے ایک رفیق سے کہا، چلو ان بزرگ کی زیارت کر آئیں۔ ابویزیدؒ اپنے رفیق کے ساتھ ان کے مکان پر تشریف لے گئے، بزرگ گھر سے نماز کے لیے نکلے جب مسجد میں داخل ہوئے تو جانب قبلہ تھوک دیا ابویزیدؒ یہ حالت دیکھتے ہی واپس آگئے، اور ان کو سلام بھی نہ کیا، اور فرمایا یہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں ایک ادب پر مامون نہیں کہ اس کو ادا کرسکے اس لیے کیا توقع رکھی جائے کہ یہ کوئی ولی اللہ ہو؟

امام شاطبیؒ اس واقعہ کو "کتاب الاعتصام" میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت ابویزیدؒ کا یہ ارشاد اصل عظیم ہے جس سے معلوم ہوا تارک سنت کو درجۂ ولایت حاصل نہیں ہوتا اگرچہ ترک سنت بوجہ ناواقفیت کے ہوا ہو! اب آپ اندازہ کریں کہ جو اعلانیہ ترک سنت اور "احداث بدعت" پر مُصر ہوں ان کو بزرگی اور ولایت سے دور کا بھی کوئی واسطہ ہو سکتا ہے؟؟

حضرت ابوحفص حدادؒ سے "بدعت" کی حقیقت دریافت کی گئی تو فرمایا کہ احکام میں تعدّی یعنی حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا اور تہاون فی السنن یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سستی کرنا اور اتباع الآراء والاھواء یعنی اپنی خواہشات اور غیر معتبر آراء رجال کی پیروی اور "ترک الاتباع والاقتدا" یعنی سلف صالح کے اتباع اور اقتدا کو چھوڑنا۔ اور کسی صوفی کو کوئی حالت رفیعہ امر صحیح کے اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت حمدون قصارؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگوں کے اعمال پر احتساب اور نکیر کسی شخص پر کب جائز ہوتی ہے؟ فرمایا کہ جب وہ یہ سمجھے کہ یہ احتساب اور امر بالمعروف مجھ پر فرض کیا گیا ہے (فرض ہونے کی صورت یہ ہے کہ جس کو امر بالمعروف کیا جائے گا وہ اس کا حکم

اور مت انفصرت جنہیں یقین ہو کہ وہ ہماری بات مان لے گا وغیرہ ذالک) یا یہ خوف ہو کہ کوئی انسان بدعت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا اور اس کو یہ گمان ہو کہ ہمارے کہنے سننے سے اس کو نجات ہو جائے گی۔

حضرت ابوعثمان حیریؒ کی وفات کے وقت جب آپ کا حال متغیر ہوا تو صاحبزادے نے بوجہ شدت غم والم کے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، ابوعثمانؒ نے آنکھ کھولی اور فرمایا بیٹا! ظاہر اعمال میں خلاف سنت کرنا یہ باطن میں ریا ہونے کی علامت ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے نفس پر قول و فعل میں سنت کو حاکم بنا دے گا وہ حکمت کے ساتھ گویا ہوگا اور جو قول و فعل میں خواہشات و ہوا کو حاکم بنا دے گا وہ "بدعت" کے ساتھ گویا ہوگا، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وان تطیعوہ تھتدوا" یعنی اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے!!

حضرت ابراہیم خواصؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ عافیت کیا چیز ہے؟ تو فرمایا:

"دینٌ بلا بدعۃ وعمل بلا آفۃ وقلبٌ بلا شغلٍ، ونفسٌ بلا شہوۃ"

دین بغیر "بدعت" کے عمل بغیر آفت کے (یعنی بدعات و مخترعات کی آفتیں اس میں شامل نہ ہوں) اور قلب فارغ جس کو غیر اللہ کا شغل نہ ہو اور نفس جس میں شہوت (کا غلبہ) نہ ہو اور فرمایا حقیقی صبر یہ ہے کہ احکام کتاب و سنت پر مضبوطی سے قائم ہو۔

بدعتی کے لیے انتباہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تمام سابقہ مذاہب و ادیان کے فسخ اور ناقابلِ عمل ہو جانے کے اسباب میں سے ایک سبب وہ "بدعات و اختراعات" ہیں جو رفتہ رفتہ جزو مذہب ہو کر اس کی اصل صورت کو اس طرح بدل دیتی ہیں کہ بانیان مذاہب کی صحیح تعلیم اور متبعین کی جدت طرازیوں میں امتیاز و تفریق کی بھی دشواری ہو جاتی ہے۔ مذہب اسلام کے جملہ احکامات و مسائل مکمل، مدلل اور مفصل ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ اب قیامت تک کے لیے معمول بہا ہیں اس لیے دین کے فسخ اور معطل ہونے کا تو سوال ہی نہیں، البتہ جو ایسی ناپاک سازش اور گھناؤنا جرم کا مرتکب

رہے کہ آج آپ کہ اہل اسلام اور مسلمانوں میں بگاڑ کرانے یا اپنے طور کا اصرار کیا گیا
جس کا مرکب اور خطائی زیب سے ہی تعبیر کیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کو جو بدعت اور بگاڑ
یہ مداہنت یا نرم گوشہ رکھتے ہوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تنبیہ اور صریح پیش گوئی
ہے۔ صحیحین کی مستند اور معتبر روایت کے الفاظ ہیں:

سہل ابن سعدؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ	هل بن سعدٍ قال قال رسول
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تم سب سے	لی اللہ علیہ وسلم انی فرطکم
پہلے جاؤں گا۔ جو کوئی حوض کوثر کی طرف آئے گا	ض من مرّ علی شرب ومن
اور (آب کوثر) پئے گا تو اسے پھر کبھی پیاس نہیں	یظمأ ابداً ....
لگے گی، البتہ میرے پاس کئی فرقے آئیں گے کہ میں	م اقوام اعرفهم ویعرفوننی، ثمّ
ان کو پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھ کو پہچانتے ہوں گے	بنی وبینهم، فاقول انهم منی!
پھر میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل	انك لا تدری ما احدثوا
ہو جائے گا تو میں کہوں گا یہ لوگ تو میرے ہیں۔	فاقول سُحقاً سُحقاً لمن غیّر
(یعنی میری امت میں) اس پر کہا جائے گا آپ	ی" (بخاری و مسلم)

نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپؐ کے بعد (دین میں) کیا کیا نئی باتیں (بدعات) نکالی تھیں۔
تب میں کہوں گا مجھ سے دور ہوں دور ہوں وہ لوگ جنھوں نے میرے بعد میرے دین کو متغیر
کر دیا۔!!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے غبار اور واضح ارشاد کو پیش کر دینے کے بعد اب قطعاً
کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اس سلسلہ میں مزید کچھ عرض کیا جائے کہ "بدعت" کے
اختراع سے خود "بدعتی" کو کتنا بڑا بھاری اور عظیم اخروی نقصان ہے، بھلا کیا
اس راندۂ درگاہ آدمی کا؟ اور کتنی حرماں نصیبی ہے اس بدنصیب انسان کے لیے جسے
دو جہاں، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے دور کر دیں، اللّٰھم احفظنا

بدعتی سے میل جول اور توقیر کی ممانعت | متقدمین اور امت کے معتبر علماء کی تصانیف میں تو "اہل بدعت" سے میل جول اور خلا ملا رکھنے سے بھی شدت کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے اس لیے کہ "الصحبۃ مؤثرۃ" کے حکیمانہ اصول کے تحت "بدعات و خرافات" سے نفرت کا ایمانی جذبہ مضمحل اور کمزور نہ پڑ جائے اور ایک مسلمان اس سے چشم پوشی اور مداہنت کو روا رکھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "اہل بدعت" کی تعظیم و توقیر کی ان لفظوں میں ممانعت فرمائی ہے:

"من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام"

(بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

کہ جس شخص نے کسی "بدعتی" کی تعظیم و توقیر کی تو اس نے اسلام کی عمارت کے ڈھانے میں تعاون کیا۔

بدعتی کا یہ احساس اور جذبہ کس قدر بھیانک اور اندوہناک ہے کہ نعوذ باللہ اللہ و رسول سے کچھ ایسی باتیں قصداً یا عمداً بیان کرنے سے رہ گئی ہوں گی جن کے کرنے سے آخرت سنور جائے گی اور روحانیت کا بلند مقام حاصل ہو جائے گا۔ یہ خیال آنا ہی کس قدر گمراہ کن اور ضلالت آمیز ہے ہر حساس مسلمان بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔

بدعت اور اجتہاد | یہ اختیار کسی کو نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کوئی نیا طریق عبادت، کوئی جدید طریق پرستش اور کوئی خود ساختہ اصل و فرع دین میں بڑھا سکے اور نہ گھٹا سکے۔

ہاں اتنا اختیار ضرور ہے کہ جن امور و مسائل کے لیے وضاحت اور صراحت کے ساتھ کھلے احکام بیان نہیں کیے گئے ہیں سائنس اور ٹکنالوجی کے اس دور میں نت نئے مسائل اور الجھنوں کا پیش آنا ان سارے عصری مسائل کے بہترین حل کے لیے دین کے دیگر احکام اور اصولوں کی روشنی میں اجتہاد اور غور و فکر اور استنباط سے کام لیا جائے گا۔ اجتہاد اور بدعت کے فرق کے سلسلہ میں اتنا بتا دینا اور سمجھ لینا کافی ہے کہ "بدعت" اور "اجتہاد" میں زمین و آسمان کا فرق ہے "بدعت"

ضلالت اور گمراہی ہے جب کہ "اجتہاد" دین کی ضرورت اور مطالبہ ہے جس میں مجتہد کو ایک نیتی اور دین کی خیر خواہی کے سبب غلطی کر جانے پر بھی اجر ملتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں بدعات کا فروغ | بدقسمتی سے موجودہ دور بالخصوص ہمارے ہندوستان میں "بدعات وخرافات" کا ایک لامتناہی اور طویل سلسلہ نظر آتا ہے اور اکثر جگہ عبادات کے ہر ہر جزیہ پر کسی نہ کسی صورت میں بدعت اپنا ڈیرا ڈالے ہوئے ہے۔ اس مختصر مقالہ میں نہ ہر ہر بدعت کی تفصیل بیان کی جا سکتی ہے اور نہ محدود صفحات میں اس کی گنجائش ہے البتہ موضوع کی مناسبت سے ایک عمومی مرض "قبر پرستی" اور قبروں کے ساتھ "شرک وبدعت کا مظاہرہ اور معاملہ" کا تذکرہ ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے اور اسی سے

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

قبر پرستی | ہندوستان کی دینی اور مذہبی تاریخ سے جن حضرات کو دلچسپی ہے اور انھوں نے پوری دیانت داری سے اس کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت کو محسوس کیے بغیر بھلا کیسے رہ سکتے ہیں کہ جب جاہلیت کے مشرکانہ اور دیو مالائی تصورات نے عام مسلمانوں پر حملہ کیا اور اکثریت کو خالص توحید کی شاہراہ سے ہٹا کر "بدعت" اور "ضلالت" کی بے شمار راہوں میں بھٹکتا چھوڑ دیا تو کھلم کھلا اور اعلانیہ شرک اور بت پرستی تو نہ ہو سکی باقی کوئی قسم شرک کی ایسی نہ رہی جس میں مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ بری طرح ملوث نہ ہو گیا ہو۔ غرض پرست اور مفاد پرست علمائے سوء نے نہ صرف ان کی ہر ہر قدم پر مدد کی بلکہ آگے بڑھ کر سرپرستی بھی کی۔ انھوں نے بڑی دریدہ دہنی اور دلیری سے آیات بینہ اور احادیث صریحہ کی غلط تاویل اور تشریح کی اور توڑ مروڑ کر اسلام میں اولیاء پرستی اور قبر پرستی کی جگہ نکال لی، مشرکانہ اعمال وافعال کے لیے اسلام کی اصطلاحی زبان میں الفاظ کا ذخیرہ بہم پہنچائے اور ذہن سازی کی اس طرح مہم چلا رکھی اور فضا و ماحول کو کچھ اس طرح ہموار اور سازگار بنا لیا کہ رفتہ رفتہ ... اللہ تعالیٰ کی پناہ!!

لہ تفصیل کے لیے دیکھیے "بدعت کیا ہے؟" مرتبہ مولانا عامر عثمانی مرحوم۔

روایت مشہور عالم و محدث امام ابوبکر شیبہؒ نے اپنی کتاب "مصنف" میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی مدینہ طیبہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انور کے قریب کھڑے ہو کر دعائیں وغیرہ کر رہا تھا حضرت امام زین العابدین ابن حسین رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"لا تتخذوا قبری وثناً" یعنی میری قبر کو بت نہ بنانا۔

شرعی زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قبور صحابہؓ کی زیارت کو تشریف لے جاتے تو ان کے حق میں دعا فرماتے اور خود افسوس کرتے، عبرت حاصل کرتے، یہی وہ زیارت قبور ہے جو امت کے لیے مسنون ہے اور مشروع ہے اور اس میں یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے:

" السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین و انا انشاء الله بکم لاحقون نسئل الله لنا ولکم العافیۃ۔" اے دیار مومنین و مسلمین کے رہنے والو! تم پر سلام ہو، ہم انشاء اللہ تم سے مل جانے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت چاہتے ہیں۔

قبروں کی توہین و تعظیم سنت نبویؐ یہ ہے کہ قبروں کی توہین نہ کی جائے، انھیں روندنا، ان پر بیٹھنا یا ان سے ٹیک لگانا ممنوع ہے۔ قبروں کی تعظیم بھی ممنوع ہے۔ انھیں مسجد قرار دینا، ان کے پاس یا اُن کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، عرس کرنا، لوگوں کا ان کے گرد جمع ہونا، روشنی کرنا، یہ سب باتیں ناروا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والوں پر لعنت کی ہے[1] لیکن آج کل کیا ہو رہا ہے؟ پوری قبر پرستی جاری ہے، قبروں پر بڑی بڑی عمارتیں کھڑی ہیں جن میں نقرئی وطلائی دروازے لگے ہوتے ہیں، سنگ مرمر کا فرش ہے، قیمتی چادریں اور پردے لٹکے ہوتے ہیں، مسلمان ان کے گرد طواف اور رکوع و سجود و قیام میں مصروف ہیں، منتیں مانی جاتی ہیں، دعائیں کی جاتی ہیں اور خدا سے زیادہ "اصحاب قبور" پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ جس بات پر دل شق

[1] بحوالہ اسوۂ حسنہ ترجمہ واختصار زاد المعاد لابن قیمؒ صـ ۲۱۲۔

ہیں جو دوا بہت سے "مدعیان علم و تصوف" از خود ہیں جو رنگ اپنی [illegible]
کے لیے "قبر پرستی" کو اور بھی رواج دیتے ہیں، جھوٹی اور من گھڑت حدیثیں [illegible]
ثابت کرتے ہیں اور طرح طرح کی ضلالتوں اور بدعتوں سے کام لے کر عوام کو [illegible]
رکھنا چاہتے ہیں اگر کوئی خدا کا بندہ ان بدعت و ضلالت پر معترض ہوتا ہے تو [illegible]
"نیچری" " "دہریہ" وغیرہ طرح طرح کے نام دیتے ہیں اور عوام میں بدنام کرتے ہیں [illegible]
یہ نہیں سمجھتے کہ محض دنیا کے دون پر اپنی آخرت بگاڑ رہے ہیں اور اسلام کی توہین و تنزل کے
خود باعث بن رہے ہیں حال میں ایک واقعہ سننے میں آیا جس سے نہایت عبرت ہوئی مسلمانوں کی
عبرت کے لیے درج کرتا ہوں۔

"واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۲۰ء میں جب اکثر ہندو مسلم لیڈر عرس کے موقع پر اجمیر گئے تھے تو
ان میں یو پی کے سب سے بڑے ہندو لیڈر نے "عرس کی تمام رسمیں" اور مزار کے گرد لوگوں
کا طواف و سجود دیکھ کر انتہائی مسرت اور خلوص نیت سے کہا "لوگ کہتے ہیں کہ ہندو مسلم
اتحاد ناممکن ہے لیکن آج یہاں کی حالت دیکھنے کے بعد مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ ہندو مسلم
اتحاد بالکل ممکن ہے" کیونکہ درحقیقت ہندوؤں اور مسلمانوں میں واقعی کوئی فرق نہیں۔ ہم
بتوں کے سامنے جھکتے ہیں اور مسلمان قبروں کے سامنے، ہمارے رام، لچھمن کرشن اوتار ہیں
اور مسلمانوں کے .... پھر ہم میں اور مسلمانوں میں فرق ہی کیا رہا؟ صرف [illegible]
ہے جو حقیقت میں کوئی وقعت نہیں رکھتا" یہ اس نیک دل ہندو رہنما کا خیال ہے جو "اجمیر"
کی حالت دیکھ کر اسے پیدا ہوا، مسلمانوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔؟

تعجب ہے کہ انسان خدا کو حاضر و ناظر، سمیع و بصیر، حی و قدیر اور اپنی شہ رگ سے بھی
زیادہ قریب تسلیم کر لینے کے بعد غیر اللہ کی طرف کیوں رجوع کرتا ہے؟

کیا یہ قبریں خدا سے زیادہ قدرت رکھتی ہیں؟ کیا یہ بزرگ خدا سے سفارش کر سکتے ہیں؟
کیا معاذ اللہ خدا تمہارے ظاہر و باطن سے پوری طرح آگاہ نہیں ہے؟ جو اس طرح [illegible]

ہے کہ آدمی کسی بادہ کی عزت ہو؟ پھر انسانی عظمت و خودداری کے یہ بالکل منافی ہے کہ انسان پتھر کے بتوں یا اینٹ یا چونے کی قبروں کے سامنے جھکے جو اپنے اوپر سے ایک مکھی بھی اڑانے کی قدرت نہیں رکھتیں۔ مسلمان رو رو کر کہتے ہیں کہ ہم تباہ حال ہیں مگر جب تک تم یہ کفر و شرک ختم نہیں کرو گے اس وقت تک خوش حالی و ترقی کی روشنی سے دوچار نہ ہو سکو گے۔

اپنی بربادی کی تاریخ پر غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ اس کا آغاز اسی وقت سے ہوا جب سے تم میں یہ بدعت آگئی۔ سیکڑوں برس "قبر پرستی" کا بھی تجربہ کر چکے اور دن دونی رات چوگنی بربادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، کیوں نہ ایک مرتبہ خدا پرستی کا بھی تجربہ کر لو؟ کہ جس میں ایک مرتبہ (صدر اول)[1] میں کامیاب ہو چکے ہو اور ایسے کامیاب کہ اب تک دنیا تمہاری افسانہ خواں ہے

عام بدعت | افسوس صد افسوس قرآن و سنت کے صریح احکام کے بالکل برعکس رواج (اعمال) بعض ایسے قائم ہیں، ان میں سب سے زیادہ ہر طبقے میں سب سے زیادہ عام بدعت "قبر پرستی" ہے جو کافی مقبول ہو چکی ہے اور جس کی بہت سی صورتیں شرک جلی میں داخل ہیں۔

ہمارے سامنے آج تک ایک بھی دلیل ایسی نہیں آئی جس سے معلوم ہو سکتا کہ مروجہ "قبر پرستی" قرآن یا حدیث کے کسی حکم یا اصول کے تحت اختیار کی گئی ہے بلکہ غور و فکر اور مطالعہ کے بعد یہی اندازہ ہوا کہ قبر پرستی کی تمام تر عمارت محض جہل و نادانی، نفس پرستی اور اندھی تقلید پر کھڑی ہوئی ہے۔ آپ کے غور و فکر کے لیے چند نصوص پیش خدمت ہیں۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیھا"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں پر مت بیٹھو! اور ان کی طرف رُخ کر کے نماز نہ پڑھو۔

اگر کسی کو اس سے یہ غلط فہمی ہو کہ یہاں تو قبر پر چڑھ کے بیٹھنے کو منع کیا گیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ کبھی اور کہیں بھی ایسا نہیں دیکھا گیا یا سنا گیا کہ لوگ قبروں پر چڑھ کے بیٹھتے ہوں۔

---

[1] بحوالہ اسوۂ حسنہ ص ۲۱۳ و ۲۱۴

بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو اسی معنی میں لیتا گویا رسول اللہؐ بے معنی الفاظ رکھتے تھے آپؐ عبث باتیں بھی فرمایا کرتے تھے (نعوذ باللہ) ظاہر ہے کہ منع اسی چیز کو کیا جاتا ہے جو زیر عمل آئی ہو، زیر عمل یہی چیز آتی رہی ہے کہ لوگ قبروں کے پاس بیٹھے احاطہ کر کے [illegible] رہے ہیں، باقاعدہ درگاہیں بنی ہیں۔ اور وہاں نیازمندیوں کے مختلف پیرائے اختیار کیے گئے اسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ لوگ حضرت آدمؑ اور حضرت یوسفؑ کو سجدے کیے جانے کی دلیل سے قبروں اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا جواز لاتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرنا تو درکنار قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے تک کو منع فرمایا ہے کہ اس میں اشتباہ کا اندیشہ ہے اور قبر کو سجدہ کرنے کا ایہام ہو سکتا ہے پھر یہ بھی نہ کہا جائے کہ نماز تو چونکہ قبلہ رُخ ہو کر پڑھنی چاہیے اس لیے قبر کی طرف نماز پڑھنے کو منع فرمایا یہ حکم رسولؐ بلاشبہ اسی صورت میں ہے جب کہ قبر قبلہ کی طرف واقع ہو رہی ہو ورنہ کون دیوانہ مسلمان ہوگا جو قبلہ کے سوا کسی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھے گا۔؟

مسلم اور ترمذی میں ہے :۔

"قال علی رضی اللہ عنہ الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالاً الا طمستہ ولا قبراً مشرفاً الا سویتہ"

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس مہم پر نہ بھیجوں، جس پر رسول اللہؐ نے مجھے بھیجا تھا؟ یہ کہ تم کسی بت کو مٹائے بغیر نہ رہو اور کسی اونچی قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑو۔

یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ امام الاتقیا خلیفۂ چہارم رسول اللہؐ کے داماد حضرت علیؓ فرما رہے ہیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت۔

"لمّا نزل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی

رسول اللہؐ پر جب جان کنی کی کیفیت طاری ہوئی تو آپؐ نے چہرے پر چادر کھینچ لی جب

وجیهه واذا اغنم تشفعا من وجهه وهو كذلك فقال لعنة الله على اليهود والنصارى، اتخذوا قبور انبياءهم مساجد، يحذر ما صنعوا ولولا ذالك أبرز قبره غير انه خشي ان يتخذ مسجداً»

(بخاری ومسلم)

گھٹتا جا رہا تھا ویسے اسی عالم میں فرمایا یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا، ایسا کہہ کر آپ امت کو اس طرح کی حرکتوں سے ڈرا رہے تھے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو خود رسول اللہ کی قبر شریف بھی کھلی رکھی جاتی لیکن اس خوف سے کہ اسے عبادت گاہ بنا لیا جائے گا بند رکھا گیا۔

اندازہ کیجیے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی نفرت دکراہت تھی۔ بہت ہی کم آپ کسی کے لیے "لعنت اللہ" کہا کرتے تھے لیکن اس فعل کے کرنے والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاں کنی کے عالم میں کس دل سوزی سے لعنت بھیج رہے ہیں۔ پھر انبیاء کی قبور کا جب یہ معاملہ ہو تو ان لوگوں پر کس قدر لعنت برسے گی جو انبیاء سے بہت کم درجہ بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنائے ہوئے ہیں۔؟[1]

اس مرضِ عام اور وبا پر گرفت کرتے ہوئے کم وبیش آٹھ سو صدی پیشتر شیخ التفسیر امام زماں علامہ فخر الدین رازیؒ نے کھل کر تنقید فرمائی ہے اور لکھا ہے:

«انهم وضعوا هذه الاصنام والاوثان على صور انبيائهم واكابرهم وزعموا انهم متى اشتغلوا بعبادة هذه التماثيل فان اولئك الاكابر تكون شفعاءهم عند الله تعالىٰ ونظيره في هذا الزمان اشتغال

یعنی جو بت پرست اصنام واوثان اپنے انبیاء واکابر کی صورتوں پر تراشتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ جب ہم ان کی عبادت میں مشغول ہوں گے تو اکابر اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے شفاعت کریں گے۔ اس کی نظیر اکثر لوگوں کا اپنے بزرگوں کی قبروں سے مشغولیت ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "بدعت کیا ہے؟" ص ۴۴۹ تا ۵۰۰۔

رمت الاقی تعظیم قبورھم الا کا بعل — اعتقاد ہے کہ اگر ہم ان قبروں کی تعظیم کریں
تقاد انھم اذا عظموا قبورھم — تو یہ اللہ کے نزدیک ہمارے شفیع ہوں گے
نھم یکونون شفعاءھم عند اللہ تعالیٰ"

÷ ÷ ÷

امام رازیؒ نے آج سے صدیوں قبل جو تصویر اور منظر کشی کی ہے، کیا یہ واقعہ کے عین مطابق

۹۹۴ء

زی بات | مسلمانو! خوب سوچ لو، سمجھ لو، موت تو انسان کی بے خبر ساتھی ہے اس لیے غفلت سے بیدار ہو جاؤ! منکرات اور محرماتِ شرعیہ کا مرتکب مسلمان تو ممکن ہے کسی بھی وقت اپنے افعالِ شنیعہ پر شرمندہ ہو کر توبہ و استغفار کرلے کیونکہ وہ بہرحال ایک گناہ کو گناہ سمجھ کر کر رہا ہے۔ عمل میں کوتاہی اور خامی ضرور ہے لیکن عقیدہ خالص اور فائینل (رکھتا ہے) مگر "بدعتی" کے لیے توبہ کا امکان بھی بہت کم ہے کیوں کہ وہ "بدعت" کو دین کی ایک اہم ضرورت سمجھ کر خالص ثواب اور اجر کی نیت سے انجام دیتا ہے پھر ایسی صورت میں اسے توبہ کی توفیق ہی کہاں ہوگی؟ الا ماشاء اللہ!

اللّٰھم احفظنا والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ"

Zakir Husain Library
Nagar
Delhi

اردو ادب کی تاریخ (حصہ اوّل نظم)

اردو زبان و ادب کی تاریخ اور ارتقا پر ایک بلند اور معیاری کتاب۔

۱۵۰۰ ق۔م سے لے کر دورِ حاضر تک تمام لسانی فکری اور ادبی تحریکوں کا جائزہ اور ادوار کے تقریباً دو سو نمائندہ شاعروں کی تخلیقات پر تنقید و تبصرہ مع نمونۂ کلام۔

کتابت و طباعت پاکیزہ۔ دیدہ زیب ٹائیٹل، صفحات ۴۸۴۔ قیمت: -/15

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی